''وہ جو ہیں پروردہ ءشب، وہ جو ہیں ظلمت پرست''

آج آپ کو پاکستان کے ایک ممتاز شاعر'سرؔور بارہ بنکوی کا ایک شعر سناتے ہیں۔آپ سرؔور بارہ بنکوی سے واقف ہوں یا نہ ہوں، یہ شعر، اگر آپ صاحبِ دل ہیں تو، آپ کے دل میں اتر جائے گا۔شعر ہے،''وہ جو ہیں پروردہ ءشب، وہ جو ہیں ظلمت پرست ۔۔وہ تو جائیں گے اُسی جانب جدھر جائے گی رات''۔۔آپ اس شعر کو پاکستان کے تناظر میں پڑھیئے، تو شاید آپ جان سکیں گے کہ اس مملکتِ خدادادکو جس کے آپ اور ہم سب دلدادہ ہیں، کب سے، کس نے، کس طرح سے اور کیوں، ''ظلمت کدہ' بنادیا ہے۔پھر شاید ذرا تصرف سے آپ کو یہ مصرعہ بھی یاد آئے کہ،''مرے وطن کا ہے صحن مسکن، اور اس پہ راتوں کی برتری ہے''۔

ظلمت کدہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہو۔اور یہ اندھیرا ایسے ظالموں نے پھیلایا ہو، جو صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں'۔اگر آپ مملکتِ خدادادکی تاریخ پر غور کریں تو آپ پر واضح ہوگا کہ اندھیرا پھیلانے والوں نے آپ کے پیارے وطن پر، آپ کی زندگی پر، اور آپ کی قسمت پر'شب خون' ہمیشہ رات کی تاریکی میں مارا ہے۔یہی وہ لوگ ہیں جنھیں شاعر نے'پروردہ ءشب' اور'ظلمت پرست' کہا ہے۔ان لوگوں کے مخالف وہ ہیں جو ہمیشہ ظلم سے، ظلمت سے، پروردگانِ شب، سے اور ظلمت پرستوں سے الجھتے رہے ہیں۔فیض نے اسی لیئے تو کہا تھا کہ،''یونہی الجھتی رہی ہے ہمیشہ ظلم سے خلق۔۔نہ اُن کی رسم نئی ہے نہ اپنی ریت نہیں''۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ ایسے ہر ملک میں جہاں اندھیرے کا راج ہو اور ظلم عام ہو، وہاں ظلم سے الجھنے والوں کو غدار قرار دیا جاتا ہے، چاہے وہ، جالبؔ ہوں، فہمیدہ ریاض ہوں، حسن ناصرؔ ہوں، خان غفار خان ہوں، بلوچ حریت پرست ہوں، پاکستان کے پسماندہ عوام ہوں، یا وہ سارے عمل پرست اور اہلِ دانش جو ظلم کو ظلم کو کہیں اور ظالموں کی نقاب کُشائی کرتے رہیں۔سو اس تحریر کو پڑھنے کے بعد کئی'محبانِ وطن' ہم جیسے راندہ ءدرگاہ کو بھی غداری اور طرح طرح کے الزامات سے نوازیں گے۔اور پھر آپ کو وہ سنگِ دشنام اور تیرِ الزام بھی یاد آئیں گے جو ظلمت پرست ہمیشہ برساتے رہے ہیں۔

اس بات سے تو یقیناً کوئی اختلاف نہیں کرے گا کہ مملکتِ خدادادِ پاکستان اپنے قیام ہی سے پسماندگی کا شکار رہی ہے، اور اس پر مختلف دہایئوں میں کئی کئی دہایئوں تک ظالم اور جابر حکمران حکومت کرتے رہے ہیں۔دیکھیے جو بھی حکمران سرِ بازار پھانسیوں، ٹکٹیوں، اور کوڑے بازیوں کا بناگِ دہل اہتمام کرے گا وہ ظالم اور جابر ہی کہلائے گا۔اس میں آپ گزشتہ سالوں میں وہ مناظر بھی شامل کر لیجیئے جہاں نوجوانوں اور بوڑھوں کو ان کی آنکھوں پر ان ہی کی قمیصیں باندھ کر نیم برہنگی کی حالت میں، بندوق بردار بازاروں میں کھینچتے ہیں، اور پھر ان کی تصاویر ملک بھر کے میڈیا پر نشر کی جاتی ہیں۔جو بھی اپنے شہریوں کی اس طرح تذلیل کرے گا، وہ ظالم ہی کہلائے گا۔اس میں آپ اُن ہزاروں گمشدگان کو بھی شامل کر لیجیے جن کا نام و پتہ نہیں ملتا، اور اگر کوئی عدالت چیخے چلائے تو اُن میں سے کچھ کی لاشیں مسخ حالت میں کہیں پھینک کر دستیاب کروالی جاتی ہیں۔ان میں بلوچ بھی ہوتے ہیں، سندھی بھی، کراچی کے اردو کو مادری زبان کہنے والے بھی۔آپ ان صحافیوں کو بھی یاد رکھیں جو مختلف طریقوں سے ہلاک کیئے جاتے ہیں، پھر ان کے ساتھ یہ ہوتا ہے کہ خود ان میڈیا یا اداروں کے مالکان جن کا اعتبار یہ صحافی ہوتے ہیں، ان کا نام بھی نہیں لیتے ہیں۔یہ وہیں ہوتا ہے جہاں پروردگانِ شب، اور ظلمت پرست کبھی کھلے بندوں کبھی ڈھکے چھپے حکومت کرتے ہیں۔

آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ قیامِ پاکستان سے اب تک جن ظالموں نے پاکستان پر براہِ راست غیر قانونی حکومت کی ہے، اس میں جنرل اسکندر مرزا، جنرل ایوب، جنرل یحیٰی، جنرل ضیا، اور جنرل مشرف شامل ہیں۔کیوں کہ انہوں نے اکثر رات کی تاریکی میں قوم کی قسمت پر شب خون مارا تھا، سو آپ انہیں'پروردگانِ شب' کہہ سکتے ہیں۔ان کے بغل بچوں، اور حاشیہ برداروں میں آپ پاکستان کی'افسر شاہی' کو ہر حال میں شامل کر دیں۔یہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ دونوں گروہ قیامِ پاکستان ہی سے پاکستان کی مصیبتوں کا ذمہ دار سیاستدانوں کو قرار دیتے رہے ہیں، اور انہوں نے یہ گھٹی ہر پاکستانی شہری کو نوزائدگی سے چٹادی ہے اور عمر رسیدگی تک چٹاتے رہتے ہیں۔ان کا منتر یہ ہے کہ پاکستان کی ہر خرابی کے ذمہ دار بدعنوان اور بدکردار سیاست دن ہیں۔ایسا قیامِ پاکستان ہی سے ہو رہا ہے۔

چونکہ یہ ظلمت پرست اور یہ پروردگانِ شب کو آپ کو یہ گھٹی طرح طرح کے شہد میں چٹاتے رہتے ہیں، سو اب آپ کوئی اور بات ماننے کو شاید ہی تیار ہوں۔لیکن آپ سے یہ درخواست تو کی جاسکتی ہے کہ آپ سنہ انیس سو سینتالیس سے سنہ انیس سو چھپن کا زمانہ یاد کیجیئے۔ان میں ایک گم گشتہ نام'غلام محمد' نامی ایک سرکاری افسر کا بھی ہے۔جسے آپ آج کی افسر شاہی کا جدِ امجد کہہ سکتے ہیں۔اس میں ایک نام'جسٹس منیر' کا بھی ہے، جنہیں آپ ان سب ججوں کا جدِ امجد کہہ سکتے ہیں جو ہر فوجی انقلاب کو'نظریہ ضرورت' کی پگڑی پہناتے رہے ہیں۔

شاید آپ کہ ذہن میں بھی نہ آئے کہ ایوب خان، پاکستان کے قیام کے فوراً بعد مشرقی پاکستان کے چیف ملٹری کمانڈر بنے تھے وہی مشرقی پاکستان جہاں ان کے جانشین جنرل یحییٰ نے ہتھیار ڈالے تھے۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ انہی ایوب خان کو لیاقت علی خان نے سنہ اکیاون میں پاکستان کا کمانڈر انچیف بنایا تھا، اور پھر وہ صرف سات سال کے عرصہ میں وہ پاکستان کے صدر بن گئے۔

اگر آپ کو پاکستان میں افسر شاہی اور فوج کا سمبندھ دیکھنا ہو تو میجر جنرل اسکندر مرزا کو دیکھیئے جو میجر جنرل سے چھلانگ لگا کر سکریٹری دفاع، پھر گورنر جنرل، اور پھر صدر بن بیٹھے۔ پہلے انہوں نے سنہ چھپن کا آیئن نافذ کیا اور پھر خود ہی مارشل لا بھی لگا دیا۔ پھر آپ کی سمجھ میں آجائے گا کہ پاکستان کی سیاست میں دفاعی اداروں اور افسر شاہی نے کیسے کیسے شب خون لگائے۔

آپ جنہیں، سیاستدانوں کی بدعنوانی کی رٹ لگا دی گئی ہے کیا سوچ سکتے ہیں کہ قائدِ اعظم کی بہن محترمہ فاطمہ جناح نے اور ان کے ساتھیوں نے کیا بدعنوانی کی تھی کہ جنرل ایوب خان نے ان کا مقابلہ کیا اور انہیں انتخابات میں کس طرح سے شکست دینے کے انتظام کیئے۔ اگر آپ کراچی میں اردو کو مادری زبان کہنے والوں کو مجرم گردانتے ہیں تو پھر ایوب خان کے محترمہ فاطمہ جناح کو شکست دینے کے بعد ان کے لختِ جگر ’گوہر ایوب صاحب‘ کے اس جشنِ فتح کو بھی یاد رکھیں جس کے بعد کراچی کبھی لسانی اور قومی تعصب کی تاریکی سے نکل نہیں پایا۔

اگر آپ پاکستان میں پھیلی ہوئی تاریکی کے اسباب جاننا چاہتے ہیں تو مندرجہ بالا حقائق میں، سقوطِ مشرقی پاکستان، پاکستان کی افغان جہاد میں شمولیت، پاکستان میں جنرل ضیا کے نظامِ اسلام، پاکستان میں پھیلائی گئی عدم مساوات، اور پاکستان میں معاشی پسماندگی شامل کرلیں۔ اور یہ بھی یاد رکھیں پاکستان میں ہمیشہ سے دہرا نظامِ حکومت چلتا رہا ہے۔ ایک وہ جس پر دفاعی اداروں کا غلبہ ہے، اور دوسرا وہ جس پر افسر شاہی کا غلبہ ہے۔

ہماری معیشت میں دفاعی اخراجات ایک اہم شق ہیں، اس کی کمی بیشی پر بحث ہو سکتی ہے اور ہونا چاہیے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ دفاعی ادارے اپنے لیئے مخصوص شدہ رقوم کے ساتھ ساتھ، شہری مدوں سے بھی بے تحاشہ رقوم وصول کرتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ افواجِ پاکستان کی کھربوں روپے کی پنشنیں شہری مدوں سے ادا کی جاتی رہی ہیں۔ اب اگر آپ کو عوامی سہولتیں نہ ملیں تو کیا سیاست دان پھانسی چڑھیں؟

آپ اکثر زرداریوں اور نواز شریفوں کی بدعنوانیوں کا چرچا سنتے ہوگے۔ لیکن کیا آپ نہیں جانتے کہ اگر یہ لوگ مالی بدعنوانیوں کے مرتکب ہوتے ہیں تو ان کے کارندے کون ہوتے ہیں؟ آپ کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ افسر شاہی کے نمائندے ان کے حصہ دار ہوتے ہیں۔ لیکن کیا آپ نے ان میں سے کسی کو کوئی سزا ہوتے دیکھی؟ کیا آپ کو علم ہے کہ پاکستان کی افسر شاہی، سفارت کاری میں، اور غیر حکومتی اداروں میں دفاعی اداروں کے ریٹائرڈ سینیر افسران کس طرح نوازے جاتے ہیں، اور ان کی مالی بدعنوانیوں کیا ہیں۔ کبھی ہو سکے تو کھوجیئے گا کہ کراچی میں حب پر بنائے گئے بجلی گھر کے لیئے کس سابق فوجی نے کیا فائدے اٹھائے۔ اور دفاعی خریداریوں میں کس نے کیسے جیب بھری۔ اگر آپ جاننا چاہیں تو حال ہی میں ان دو سابق جنرلوں کو دی گئی سزاؤں کے بارے میں پڑھ لیجیئے کہ، ان کو کھربوں روپے کی بدعنوانیوں کی سزا میں جیل کیوں نہیں بھیجا گیا اور ان کی جائدادادیں کیوں ضبط نہیں ہوئیں۔؟

جس ملک میں اندھیر نگری چوپٹ راج ہو وہاں آپ یہ بھی سنتے ہوں گے کہ ’اردو بولنے والے ظالم مہاجر‘ قیامِ پاکستان کے بعد سے پاکستان کے وسائل پر قابض ہو گئے تھے۔ اگر ایسا ہے تو بتایئے گا کہ سنہ سینتالیس سے سنہ اٹھاون تک گیارہ سال تک ان ظالموں نے کیسا جرم کیا تھا کہ اب تقریباً پچپن سال بعد اور آئندہ بھی ان کی نسلیں اس کی سزا بھگت رہی ہیں؟ اس کا جواب آپ کو خود ہی تلاش کرنا ہوگا۔ ظلمت پرست دانشور اور ان کے حاشیہ بردار آپ کو اس کا جواب نہیں دیں گے، بلکہ آپ کو اور ہمیں مغلظات کا تحفہ عطا کر دیں گے۔ اور وہ بازاری زبان بولیں گے، جواب عمران خان بولتے ہیں۔ ہم نے تو اپنے طور پر پروردگانِ شب اور ظلمت پرستوں کی نشان دہی کر دی، اب آپ جانیں۔ ہم تو سرؔور بارہ بنکوی کے اس خواب میں خوش ہیں: ’رات کا انجام بھی معلوم ہے ہم کو سُرؔور۔ ۔ لاکھ اپنی حد سے گزرے تا سحر جائے گی رات‘‘۔ ۔ ارضِ وطن، پائندہ باد۔ ۔